نقد و نظر

2

# حکمتِ اقبال کی خصوصیت

اگر کسی حکمت کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اس قسم کی ہے کہ جب اسے منظم کیا جائے تو تمام سچی حقیقتیں جو اس کے زمانہ تک دریافت ہو چکی ہیں سارے معلوم اور مسلم منطقی اور عقلی اصولوں کے مطابق اس کے اندر سما جاتی ہیں اور جو آئندہ دریافت ہونے والی ہوں وہ بھی اس کے اندر جذب ہو سکتی ہیں تو اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت اس بات کا نہیں ہو سکتا کہ حکمت جس وجدانی تصورِ حقیقت پر مبنی ہے وہ صحیح ہے اور خود یہ حکمت سچی اور پائیدار ہے اور تمام دوسری حکمتیں مٹ کر اس عالمگیر قبولیت کے لیے راستہ ہموار کریں گی۔ ظاہر ہے کہ جب ہم اس قسم کی حکمت کی بہترین تشریح کریں گے تو وہ اس کی عقلی اور علمی تنظیم اور ترتیب ہی کی صورت اختیار کرے گی۔ اور اس کے برعکس جب ہم اس کو ایک عقلی اور علمی ترتیب اور تنظیم کے ساتھ دوبارہ لکھیں گے تو اس کی یہی ترتیب اور تنظیم اس کی بہترین تشریح قرار پائے گی۔

اقبال کی حکمت اسی نوعیت کی ہے۔ ایک سچی حکمت کے دو ضروری لوازمات جو اُوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں موجود ہیں۔ وہ حقیقتِ کائنات کے ایک ایسے تصور پر مبنی ہے جو صحیح ہے اور اس کے سارے معلوم اور مذکور تصورات منطقی اور عقلی طور پر اس مرکزی تصور سے مطابقت رکھتے ہیں حقیقتِ کائنات کا یہ صحیح تصور جو حکمتِ اقبال کا مرکز بھی ہے، خدا کا تصور ہے اور اس کے دو پہلو ہیں، ایک تو یہ کہ خدا انسان کو چاہتا ہے اور تخلیق اور تکمیل کائنات کا عمل دراصل تخلیق و تکمیل انسان ہی کا عمل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ انسان خدا کو چاہتا ہے اور اس کی زندگی کی ساری تگ و دو جو صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی صرف یہ مقصد رکھتی ہے کہ انسان خدا کو پہنچے حقیقتِ کائنات کی حیثیت سے یہ تصور نہ صرف واضح اور روشن ہے بلکہ صحت اور درستی کے تمام معیاروں پر پورا اترتا ہے۔ اقبال نے اپنے تصور حقیقت کے تمام ضروری نتائج و مضمرات کو بالوضاحت اور بالتکرار بیان کردیا ہے۔ اگرچہ یہ نتائج اور مضمرات ایک ہی تصور کے ساتھ عقلی اور علمی تعلق رکھنے کی وجہ سے ایک نظامِ حکمت کی صورت میں ہیں اور ایک عقلی اور منطقی تنظیم اور ترتیب پا لینا ان کی فطرت میں ہے تاہم چونکہ وہ زیادہ تر شعر کی زبان میں بیان کئے گئے ہیں وہ عقلی اور منطقی ترتیب اور تنظیم میں نہیں آسکے۔